S_2000_1_615_622

عدالت عظمیٰ رپوٹس 2000 ایس یو پی پی 1 ایس سی آر

موتیلال جین

بنام۔

شریمتی رامداسی دیوی اور دیگران

20 جولائی 2000

سید شاہ محمد قادری اور شیوراج۔ وی۔ پاٹل، جسٹسز۔

مخصوص ریلیف ایکٹ، 196؛ دفعات 9، 16 (سی) اور دفعہ 21-مدعی اور مدعا علیہ کے درمیان فروخت کا معاہدہ-معاہدہ میں داخل ہونے کے وقت کی گئی دو تہائی ادائیگی-بیلنس ایک تہائی جو فروخت معاہدہ پر عملدرآمد کے وقت ادا کیا جاے-مدعا علیہ نے بیلنس کی ادائیگی اور فروخت معاہدہ سے گریز کیا-مدعی نے تین قانونی نوٹس بھیجے جس کے بعد مخصوص کارکردگی اور متبادل میں معاوضے کے لیے مقدمہ دائر کیا گیا-مدعی کے حق میں مخصوص کارکردگی کے لیے مقدمہ دائر کیا گیا اپیل میں، عدالت عالیہ نے مخصوص ریلیف کے لیے حکم نامے کو مسترد کر دیا جس کے تحت ایک حکم جاری کیا گیا۔ مقدمہ دائر کرنے میں تاخیر کی بنیاد پر معاوضہ؛ مدعی کی معاہدے کو انجام دینے کے لیے آمادگی اور آمادگی کی کمی اور متبادل میں معاوضے کا دعوی-اپیل پر منعقد: تاخیر کی بنیاد طلب نہیں کی جا سکتی کیونکہ مدعا علیہ کو آخری قانونی نوٹس تقریباً 21 ماہ کے بعد بھیجا گیا تھا اور مقدمہ صرف 9 ماہ کے بعد دائر کیا گیا تھا یعنی ایک سال سے زیادہ نہیں-شکایت میں آمادگی اور آمادگی کا اظہار ریاضیاتی فارمولا نہیں ہے اور مخصوص الفاظ میں ہونے کی ضرورت نہیں ہے-شکایت کے پیراگراف 6 اور 11 نے واضح طور پر مدعی کی آمادگی اور آمادگی کی نشاندہی کی ہے-مدعی کا دو تہائی غور کے ساتھ الگ ہونا اس حقیقت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بقایا رقم کا ایک تہائی حصہ بھی چھوڑ دے گا-متبادل میں صرف نقصانات کا دعوی مرکزی راحت کو روک نہیں سکتا۔

1977 میں مدعی نے مدعا علیہ کے ساتھ 25,000 روپے کی رقم میں جائیداد متدعویہ خریدنے کا معاہدہ کیا۔ مدعی نے معاہدے پر فروخت معاہدہ کے وقت یعنی فروری 1977 کے مہینے میں مدعا بائع 17,000 روپے ادا کیے جبکہ 8,000 روپے کی بقایا رقم اگلے پانچ ماہ کے اندر یعنی فروخت معاہدہ کے وقت ادا کی جانی تھی۔ جب مدعا علیہ 8,000 روپے کی بقایا رقم وصول کرنے اور فروخت معاہدہ سے بچ گیا تو مدعی نے مارچ، اپریل اور نومبر 1978 کے مہینے میں اپنے وکیل کے بذریعے مدعا علیہ کو تین نوٹس بھیجے۔ بعد میں مدعی نے مدعا علیہ کے خلاف مخصوص کارکردگی کے لیے مقدمہ دائر کیا اور متبادل میں ہرجانے کے طور پر

38,000 روپے کا دعوی کیا۔ مدعا علیہ نے مکمل طور پر فروخت کرنے کے قرارداد پر عمل درآمد سے انکار کر دیا جس میں اس پر اس کے دستخط اور جزوی غور کے طور پر 17,000 روپے کی رسید شامل ہے۔ ٹرائل کورٹ نے مخصوص کارکردگی کے لیے مقدمے کا فیصلہ کرتے ہوئے کہا کہ مدعا علیہ نے معاہدے پر عمل درآمد کیا ہے۔ اپیل میں، عدالت عالیہ نے معاہدے پر عمل درآمد کے حوالے سے ٹرائل کورٹ کے فیصلے کی تصدیق کی لیکن 22,094 روپے کی رقم میں معاوضے کے لیے حکم نامہ دینے والی مخصوص کارکردگی کی راحت کو کالعدم قرار دے دیا۔ اس نے مؤقف اختیار کیا کہ مقدمہ کی کاروائی کے جمع ہونے کے دو سال بعد اور آخری قانونی نوٹس بھیجنے کے تقریباً ایک سال بعد دائر کیا گیا تھا۔ مدعی کی آمادگی اور آمادگی کا اندازہ مدعی سے نہیں لگایا جا سکتا تھا اور یہاں تک کہ یہ فرض کرتے ہوئے کہ آمادگی اور آمادگی موجود تھی، اس طرح کی آمادگی اور آمادگی کو ثابت کرنے کے لیے کوئی ثبوت نہیں تھا۔ اس لیے یہ اپیل۔

اپیل کنندہ نے دعوی کیا کہ مخصوص کارکردگی کے ریلیف سے انکار کا جواز پیش کرنے میں کوئی تاخیر نہیں کی گئی تھی۔ شکایت میں تیاری اور آمادگی ظاہر کرنے والے بیانات تھے اور یہ کہ مخصوص ریلیف ایکٹ کی دفعہ 16 (سی) کے تحت شکایت مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اپینڈکس اے میں فارم 47 اور 48 میں ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ مدعا علیہ نے دعوی کیا کہ شکایت کا پیرا نمبر 6 اور 11 سی پی سی کے پہلے شیڈول کے فارم 47 اور 48 کے مطابق نہیں ہے۔ اور یہ کہ ٹرائل کورٹ کو اپیل کنندہ کی آمادگی اور آمادگی کے حوالے سے کوئی مسئلہ وضع کرنا چاہیے تھا۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے عدالت نے

منعقد: 1. غیر منقولہ جائیداد کی فروخت کے معاہدے کی مخصوص کارکردگی کے معاملے میں تاخیر کے درج ذیل پہلو متعلقہ ہیں: (i) حد بندی قانون کے تحت مقرر کردہ مدت سے آگے بڑھنے میں تاخیر؛ (ii) ایسے معاملات میں تاخیر جہاں مقدمہ حد بندی کی مدت کے اندر ہو، پھر بھی: (a) تاخیر کی وجہ سے تیسرے فریق نے مقدمے کے موضوع میں حقوق حاصل کر لیے ہیں؛ (b) مقدمے کے حقائق اور حالات میں، تاخیر معافی کی درخواست کو جنم دے سکتی ہے یا بصورت دیگر صوابدیدی راحت دینا غیر مساوی ہوگا۔ یہاں مذکورہ بالا پہلوؤں میں سے کوئی بھی لاگو نہیں ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ حقیقتاً بھی، عدالت عالیہ کاروائی کے حوالے سے غلط مفروضے پر آگے بڑھی۔ فروخت کے معاہدے پر 20 فروری 1977 کو فروخت معاہدہ کیا گیا تھا اور اس کے تحت فروخت کا معاہدہ 19 جولائی 1977 کو یا اس سے پہلے انجام دیا جانا تھا۔ آخری نوٹس 26 نومبر 1978 کو جاری کیا گیا تھا اور اس تاریخ سے مقدمہ صرف نو ماہ کے بعد دائر کیا گیا

تھا اور ایک سال سے زیادہ کے بعد نہیں جیسا کہ عدالت عالیہ نے نوٹ کیا تھا۔ لہذا، اس معاملے کے حقائق پر مدعی کو راحت سے انکار کرنے کے لیے تاخیر کی بنیاد کو استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ (619-جی-ایچ؛ 620-اے)

2.1. شکایت میں آمادگی اور آمادگی کا بیان کوئی ریاضیاتی فارمولا نہیں ہے جو صرف مخصوص الفاظ میں ہونا چاہیے۔ اگر مجموعی طور پر مدعی کے بیانات واضح طور پر مدعی کی معاہدے کے تحت ذمہ داریوں کے اپنے حصے کو پورا کرنے کے لیے آمادگی اور آمادگی کی نشاندہی کرتے ہیں جو کہ مقدمے کا موضوع ہے، تو یہ حقیقت کہ وہ مختلف الفاظ میں ہیں، فروخت کے معاہدے کی مخصوص کارکردگی کے لیے مقدمے میں مدعی کی آمادگی اور آمادگی کے خلاف نہیں ہوگی۔ (621-سی-ڈی)

رمیش چندر چنڈیوک اور دیگر بنام چنی لال سابھروال (مرحوم) نے اپنے ایل آر اور او آر ایس، اے آئی آر (1971) ایس سی 1238 اور سید دستگیر بنام ٹی آر گوپال کرشن سیٹی، (1996) 6 ایس سی سی 337 کے ذریعے انحصار کیا۔

اوسف ورگیس بنام جوزف ایلی اور او آر ایس، (1969) 2 ایس سی سی 539 اور عبدل خادر روتھر بنام پی کے سارہ بائی اور او آر ایس، اے آئی آر (1990) ایس سی 682، ممتاز۔

2.2. شکایت کے پیراگراف 6 سے 11 کا جائزہ واضح طور پر مدعی کی آمادگی اور آمادگی کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس کی واحد ذمہ داری جس کی اسے تعمیل کرنی تھی وہ اس کے غور و فکر کے توازن کی ادائیگی تھی۔ مدعی نے فروخت کے معاہدہ پر عمل درآمد کے وقت غور و فکر کے دو تہائی حصے سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ اس کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ وہ جائیداد کو اپنے حق میں پہنچانے کے لیے 8,000 روپے کا ایک تہائی بقایا ادا نہیں کرے گا۔ (621-ای-ایف)

3. صرف اس وجہ سے کہ مدعی متبادل ریلیف کے طور پر معاہدے کی مخصوص کارکردگی کے لیے مقدمے میں ہرجانے کا دعوی کرتا ہے، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ خود معاہدے کی مخصوص کارکردگی کی بنیادی ریلیف کا حقدار نہیں ہے۔ (621-ایچ؛ 622-اے)

دیوانی اپلیٹ دائرہ اختیار فیصلہ: 1991 کی دیوانی اپیل نمبر 4315۔

1981 کے ایف اے نمبر 43 میں گوہاٹی (آسام) عدالت عالیہ کے 22.10.90 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لیے سنجے پاریکھ۔

جواب دہندگان کے لیے ڈی۔این۔مکھرجی، رنجن مکھرجی، این۔آر۔چودھری اور جے۔پی ۔پانڈے۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

سید شاہ محمد قادری، جسٹس: یہ اپیل، خصوصی اجازت کے ذریعے، 22 اکتوبر 1990 کو منظور کی گئی 1981 کی پہلی اپیل نمبر 43 میں گوہاٹی عدالت عالیہ (آسام) کے فیصلے کے خلاف ہدایت کی گئی ہے۔مقدمے میں مدعی، جس میں سے یہ اپیل اٹھتی ہے، اپیل کنندہ ہے اور مدعا علیہ مدعا علیہ امیکا پرسادرام کے قانونی نمائندے ہیں۔اس کے بعد فریقین کو 'مدعی' اور 'مدعا علیہ' کہا جائے گا۔

مدعی نے مدعا علیہ کے ساتھ 25,000 روپے کی مد میں جائیداد متدعویہ خریدنے کا معاہدہ کیا جس میں سے 17,000 روپے کی رقم 20 فروری 1977 کو معاہدے فروخت معاہدہ کے وقت ادا کی گئی تھی (خلاصہ 2)؛ مدعی کے حق میں رجسٹرڈ فروخت معاہدہ کے وقت، رقم کی بقایا رقم، 8000 روپے، خلاصہ 2 کی تاریخ سے پانچ ماہ کے اندر ادا کرنے کے لیے مقرر کی گئی تھی۔یہ الزام لگاتے ہوئے کہ مدعا علیہ 8000 روپے کی بقایا رقم وصول کرنے اور فروخت معاہدہ کرنے سے بچ رہا ہے، مدعی نے اپنے وکیل کے بذریعے 15 مارچ 1978 (ایکسٹریکٹ 5)، اور پھر 4 اپریل 1978 (ایکسٹریکٹ 3) اور آخر میں 26 نومبر 1978 (ایکسٹریکٹ 4) کو نوٹس بھیجے۔اس کے بعد مدعی نے مقدمہ T.S. نمبر 36 آف 1979، دائر کیا، دھوبری میں گولپارہ کے اسسٹنٹ ضلع جج کی عدالت میں مدعا علیہ کے خلاف، جائیداد متدعویہ کی فروخت کے معاہدے کی مخصوص کارکردگی کے حکم نامے کے لیے درخواست کرتے ہوئے (خلاصہ 1) اور 10 اگست 1979 کو 38,000 روپے کی رقم میں متبادل نقصانات کا دعوی کیا۔مدعا علیہ نے خلاصہ 2 پر فروخت معاہدہ اس کے تحت جزوی غور کے طور پر 17,000 روپے کی رسید، اس پر اس کے دستخط سے انکار کیا اور کہا کہ اس لیے فروخت معاہدہ سے بچنے کا سوال پیدا نہیں ہوگا۔انہوں نے استدعا کی کہ اپیل کنندہ نہ تو معاہدے کی مخصوص کارکردگی اور نہ ہی نقصانات، متبادل دعوے کا حقدار ہے۔فریقین کی طرف سے پیش کردہ شواہد پر غور کرنے پر، ٹرائل کورٹ نے پایا کہ مدعا علیہ نے خلاصہ 2 کو عملدرآمدی دی اور 25 جولائی 1981 کو خلاصہ 2 کی مخصوص کارکردگی کے لیے مقدمہ دائر کیا۔مدعا علیہ نے گوہاٹی عدالت عالیہ (آسام) میں ٹرائل کورٹ کے فیصلے کے خلاف 1981 کی پہلی اپیل نمبر 43 دائر کی۔اپیل کے زیر التواء ہونے کے دوران مذکورہ مدعا علیہ کی موت ہوگئی اور مدعا علیہان کو اس کے قانونی نمائندوں کے طور پر ریکارڈ پر لایا گیا۔عدالت عالیہ نے ٹرائل کورٹ کے اس نتیجے کی تصدیق کی کہ مدعا علیہ نے خلاصہ 2 کو عملدرآمدی دی لیکن نوٹ کیا: (i)

کہ مقدمہ 21 جولائی 1977 کو کاروائی جمع ہونے کے دوسال بعد دائر کیا گیا تھا اور 26 نومبر 1978 کو جاری ہونے والے آخری نوٹس کے تقریباً ایک سال بعد (خلاصہ 4)؛ (ii) شکایت میں بیان سے تیاری اور آمادگی کا اندازہ نہیں لگایا جا سکا؛ اور (iii) یہاں تک کہ یہ فرض کرتے ہوئے کہ دعوی آمادگی اور آمادگی کو ظاہر کرتا ہے، مدعی کی آمادگی اور آمادگی کو ثابت کرنے کے لیے کوئی ثبوت نہیں تھا۔ اس معاملے کے پیش نظر، متنازعہ فیصلے کے ذریعے، عدالت عالیہ نے معاہدے کی مخصوص کارکردگی میں راحت کے حوالے سے ٹرائل کورٹ کے فیصلے کو کالعدم قرار دے دیا (خلاصہ 2) لیکن اخراجات کے ساتھ 22,094 روپے (17,000 روپے + 1000 روپے + 4,094 روپے) کے معاوضے کا حکم نامہ جاری کیا۔

اپیل کنندہ/ مدعی کے وکیل سنجے پاریکھ نے عدالت عالیہ کے مذکورہ نتائج کو چیلنج کیا۔ انہوں نے پیش کیا کہ ایسی کوئی تاخیر نہیں تھی جو خلاصہ 2 کی مخصوص کارکردگی کی راحت سے انکار کرے۔ انہوں نے مدعی کے معاہدے کے اپنے حصے کو انجام دینے کے لیے آمادگی اور آمادگی ظاہر کرنے کے لیے مدعی کے دعووں کو ہمارے نوٹس میں لایا اور دلیل دی کہ مخصوص ریلیف ایکٹ 1963 کی دفعہ 16 (سی) کے تقاضوں کی تعمیل کے لیے، مدعی کو مجموعہ ضابطہ دیوانی کے اپینڈکس اے کے فارم 47 اور 48 میں ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور رمیش چندر چندیک اور دیگر بنام چنی لال سابھروال، (مرحوم) اپنے ایل آر ز اور دیگران اے آئی آر (1971) ایس سی 1238 اس عدالت کے فیصلے پر انحصار کیا اور سید دستگیر بنام ٹی آر گوپال کرشن سیٹی، (1999) 6 ایس سی سی 337 میں تین ججوں کی اس عدالت کا حالیہ فیصلہ۔ انہوں نے ٹرائل کورٹ کے فیصلے کے اس حصے کا حوالہ دیا جہاں موتی لال جین (پی ڈبلیو 1) اور اپیندر ناتھ چودھری (پی ڈبلیو 2) کے شواہد پر اپیل گزار کی آمادگی اور آمادگی کے ثبوت کے طور پر تبادلہ خیال کیا گیا تھا۔

مدعا علیہ کے فاضل وکیل جناب این آر چودھری نے دلیل دی کہ شکایت کے پیراگراف 6 اور 11 مجموعہ ضابطہ دیوانی کے پہلے شیڈول کے فارم 47 اور 48 کے مطابق نہیں ہیں اور انہوں نے آصف ورگیس بنام جوزف ایلی اور دیگر، (1969) 2 ایس سی سی 539 اور عبدل خادر روتھر، بنام پی کے سارہ بائی اور دیگر، اے آئی آر (1990) ایس سی 682 میں اس عدالت کے فیصلوں پر انحصار کیا۔ انہوں نے استدلال کیا کہ ٹرائل کورٹ کو اپیل کنندہ کی آمادگی اور آمادگی کے حوالے سے ایک مسئلہ وضع کرنا چاہیے تھا لیکن وہ ایسا کرنے میں ناکام رہی، اس لیے ٹرائل کورٹ کے ڈگری کو عدالت عالیہ نے صحیح طور پر مسترد کر دیا۔ انہوں نے مزید دعوی کیا کہ اپیل کنندہ کا طرز عمل جس کی بیوی جائیداد متدعویہ میں کرایہ دار ہے، خلاصہ 2 کو وجود میں لانے میں جس کی مدعا علیہ نے تردید کی تھی، مخصوص کارکردگی کی صوابدیدی راحت دینے کا جواز پیش نہیں کرتا ہے اور

عدالت عالیہ نے صحیح طور پر اس کی تردید کی تھی۔

یہاں مختصر نقطہ یہ ہے کہ آیا عدالت عالیہ کا متنازعہ فیصلہ قانون میں پائیدار ہے۔

عدالت عالیہ نے جس پہلی بنیاد کا نوٹس لیا وہ مقدمہ دائر کرنے میں تاخیر ہے۔تاخیر کے درج ذیل پہلوؤں کو ذہن میں رکھنا مناسب ہوسکتا ہے جو غیر منقولہ جائیداد کی فروخت کے معاہدے کی مخصوص کارکردگی کے معاملے میں متعلقہ ہیں: (i) حد بندی قانون کے تحت مقرر کردہ مدت سے آگے تاخیر؛ (ii) ایسے معاملات میں تاخیر جہاں اگرچہ مقدمہ حد کی مدت کے اندر ہے، پھر بھی (a) تاخیر کی وجہ سے تیسرے فریق نے مقدمے کے موضوع میں حقوق حاصل کر لیے ہیں؛ (b) مقدمے کے حقائق اور حالات میں، تاخیر معافی کی درخواست کو جنم دے سکتی ہے یا بصورت دیگر صوابدیدی راحت دینا غیر مساوی ہوگا۔ یہاں مذکورہ بالا پہلوؤں میں سے کوئی بھی لاگو نہیں ہوتا ہے۔اس کے علاوہ حقیقتاً بھی، عدالت عالیہ کاروائی کے حوالے سے غلط مفروضے پر آگے بڑھی۔خلاصہ 2 کو 20 فروری 1977 پر عملدرآمدی دی گئی تھی اور اس کے تحت فروخت معاہدہ کو 19 جولائی 1977 کو یا اس سے پہلے عملدرآمدی دی جانی تھی۔آخری نوٹس 26 نومبر 1978 کو جاری کیا گیا تھا اور اس تاریخ سے مقدمہ صرف نو ماہ کے بعد دائر کیا گیا تھا اور ایک سال سے زیادہ کے بعد نہیں جیسا کہ عدالت عالیہ نے نوٹ کیا تھا۔لہذا، اس معاملے کے حقائق پر مدعی کو راحت سے انکار کرنے کے لیے تاخیر کی بنیاد کو استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

دوسری دلیل جس نے عدالت عالیہ کی حمایت حاصل کی، وہ یہ ہے کہ مدعی کے بیانات سے یہ ظاہر نہیں ہوتا ہے کہ مدعی معاہدے کے اپنے حصے کو انجام دینے کے لیے تیار اور تیار تھا اور کم از کم اسے ثابت کرنے کے لیے ریکارڈ پر کوئی ثبوت نہیں ہے۔مسٹر چودھری نے یہ دلیل تیار کیا جس نے ورگیس کے معاملے (اوپر) کے فیصلے پر انحصار کیا۔اس صورت میں، مدعی نے مقدمے کی جائیداد متدعویہ کی فروخت کے لیے زبانی معاہدے کی استدعا کی۔مدعا علیہ نے مبینہ زبانی قرارداد کی تردید کی اور ایک مختلف قرارداد کی استدعا کی جس کے سلسلے میں مدعی نے نہ تو اپنی شکایت میں ترمیم کی اور نہ ہی بعد میں استدعا دائر کی اور اسی تناظر میں اس عدالت نے نشاندہی کی کہ مخصوص کارکردگی میں استدعا مجموعہ ضابطہ دیوانی کے پہلے شیڈول کے فارم 47 اور 48 کے مطابق ہونی چاہیے۔اس نظریے کی پیروی عبدالقدیر کے معاملے (اوپر) میں کی گئی۔

تاہم، اس عدالت نے چندیوک کے معاملے (اوپر) میں ایک مختلف نوٹ مارا تھا۔اس صورت میں 'اے' نے 'آر' پٹہ ہولڈ پلاٹ خریدنے پر رضامندی ظاہر کی۔'آر' کے پاس حکومت سے اس کے حق میں زمین کا لیز نہیں تھا اور نہ ہی اس کے پٹہ میں تھا۔' تاہم، آر کو فروخت کے قرارداد کے مطابق بقایا رقم موصول

ہوئی جس میں یہ شرط رکھی گئی تھی کہ رجسٹرڈ فروخت معاہدہ کے وقت ایک ماہ کے اندر بقایا زر بیعانہ کر دی جائے گی۔ پٹہ کے تحت 'آر' لیز ہولڈ پلاٹ کی منتقلی سے پہلے حکومت سے اجازت اور منظوری حاصل کرنے کا پابند تھا۔ 'آر نے حکومت سے منظوری کے لیے درخواست دینے کے لیے کوئی قدم نہیں اٹھایا۔'اے' نے فروخت کے معاہدے کی مخصوص کارکردگی کے لیے مقدمہ دائر کیا۔ 'آر' کے تنازعات میں سے ایک یہ تھا کہ 'اے' معاہدے کے اپنے حصے کو انجام دینے کے لیے تیار اور تیار نہیں تھا۔اس عدالت نے مشاہدہ کیا کہ آمادگی اور آمادگی کو آبنائے جیکٹ فارمولے کے طور پر نہیں مانا جاسکتا اور اس کا تعین متعلقہ فریق کے ارادے اور طرز عمل سے متعلق تمام حقائق اور حالات سے کیا جانا چاہیے۔ یہ معاہدہ دیا گیا کہ یہ ظاہر کرنے کے لیے کسی بھی مواد کی عدم موجودگی میں کہ 'اے' کسی بھی مرحلے پر اپنے معاہدے کے حصے کو انجام دینے کے لیے تیار اور تیار نہیں تھا یا یہ کہ اس کے پاس ادائیگی کے لیے ضروری فنڈز نہیں تھے جب منظوری حاصل کرنے کے بعد فروخت معاہدہ کیا جائے گا، 'اے' معاہدے کی مخصوص کارکردگی کے لیے حکم نامے کا حقدار تھا۔

اس فیصلے پر سید دستگیر کے معاملے (اوپر) میں اس عدالت کے تین ججوں کے بنچ نے بھروسہ کیا، جس میں یہ فیصلہ دیا گیا تھا کہ کسی عرضی (کسی بھی استدعا میں، عدالتوں کو یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ عرضی فن اور سائنس کا اظہار نہیں ہے بلکہ الفاظ کے بذریعے اظہار ہے تاکہ کسی کے معاملے کی حقیقت اور قانون کو راحت کے لیے پیش کیا جاسکے۔اس بات کی نشاندہی کی جاتی ہے کہ بھارت میں زیادہ تر درخواستیں وکیل کے ذریعہ تیار کی جاتی ہیں اور اس لیے وہ لامحالہ ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں۔اس طرح، کسی عرضی کے پیچھے حقیقی روح کو جمع کرنے کے لیے اسے مجموعی طور پر پڑھا جانا چاہیے اور یہ جانچنے کے لیے کہ آیا مدعی نے اپنی ذمہ داریوں کو نبھایا ہے، عرضی کے اصل پہلو کو دیکھنا ہوگا۔ یہ مشاہدہ کیا گیا، "جب تک کہ کسی قانون میں کسی درخواست کو کسی خاص شکل میں ہونے کی ضرورت نہ ہو، یہ کسی بھی شکل میں ہوسکتی ہے۔اس طرح کی استدعا لینے کے لیے کسی مخصوص فقرے یا زبان کی ضرورت نہیں ہے۔مخصوص ریلیف ایکٹ، 1963 کی دفعہ 16 (سی) کی زبان میں کسی مخصوص فقرے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ صرف یہ کہ مدعی کو اس بات سے گریز کرنا چاہیے کہ اس نے معاہدہ کا اپنا حصہ انجام دیا ہے یا ہمیشہ رہا ہے اور انجام دینے کے لیے تیار ہے۔ "لہذا "تیاری اور آمادگی" کی تعمیل روح اور مادے میں ہونی چاہیے نہ کہ حرف اور شکل میں۔اس طرح یہ واضح ہے کہ شکایت میں آمادگی اور آمادگی کا بیان کوئی ریاضیاتی فارمولا نہیں ہے جو صرف مخصوص الفاظ میں ہونا چاہیے۔اگر مجموعی طور پر مدعی کے بیانات واضح طور پر مدعی کی معاہدے کے تحت ذمہ داریوں کے اپنے حصے کو پورا کرنے کے لیے آمادگی اور آمادگی کی نشاندہی کرتے ہیں جو کہ مقدمے کا موضوع ہے، تو یہ حقیقت کہ وہ مختلف الفاظ

میں ہیں، فروخت کے معاہدے کی مخصوص کارکردگی کے مقدمے میں مدعی کی آمادگی اور آمادگی کے خلاف نہیں ہوگی۔

فوری معاملے میں شکایت کے پیراگراف 6 سے 11 کا جائزہ واضح طور پر مدعی کی آمادگی اور آمادگی کی نشاندہی کرتا ہے۔ واحد ذمہ داری جس کی اسے تعمیل کرنی تھی وہ تھی غور وفکر کے توازن کی ادائیگی۔ یہ کہا گیا کہ اس نے مدعا علیہ سے 8000 روپے کی بقایا رقم وصول کرنے اور فروخت معاہدہ کرنے کا مطالبہ کیا۔ مدعا علیہ نوٹس کے وقت پٹنہ (بہار) میں تھا اور جب وہ اپنی جگہ واپس آیا تو مدعی نے اس کے خلاف مقدمہ دائر کیا۔ اپنے مقدمے کی حمایت میں، اس نے پی ڈبلیو 1 اور پی ڈبلیو 2 کے ثبوت پیش کیے۔ مدعی نے خلاصہ 2 پر عمل درآمد کے وقت غور کے دو تہائی حصے کو الگ کر دیا تھا۔ اس کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ وہ جائیداد پہنچانے کے لیے 8,000 روپے کی ایک تہائی رقم کی بقایا رقم ادا نہیں کرے گا۔ اس کے حق میں۔

ہمیں اس دلیل کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں کیا جاتا ہے کہ مدعی کا طرز عمل اسے مخصوص کارکردگی کی راحت سے محروم کرتا ہے۔

مسٹر چودھری کی آخری دلیل کہ چونکہ مدعی نے مخصوص کارکردگی کے بدلے معاوضے کا دعوی کیا ہے اس لیے وہ معاہدے کی مخصوص کارکردگی کا دعوی کرنے کا حقدار نہیں ہے، کو مسترد کیا جانا چاہیے۔ مدعی کا دعوی مخصوص ریلیف ایکٹ 1963 کی دفعہ 21 توضیعات کے مطابق تھا۔ صرف اس وجہ سے کہ مدعی متبادل ریلیف کے طور پر معاہدے کی مخصوص کارکردگی کے لیے مقدمے میں ہرجانے کا دعوی کرتا ہے، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ خود معاہدے کی مخصوص کارکردگی کی بنیادی ریلیف کا حقدار نہیں ہے۔

عدالت عالیہ کی طرف سے دی گئی وجوہات میں سے کوئی بھی ٹرائل کورٹ کے فیصلے اور حکم کو کالعدم قرار دینے کا جواز پیش کرنے کے لیے قانونی طور پر پائیدار نہیں ہے۔ نتیجتا، عدالت عالیہ کا فیصلہ کالعدم ہونے کا ذمہ دار ہے اور اسی کے مطابق ہم ایسا کرتے ہیں اور ٹرائل کورٹ کے فیصلے اور حکم کو بحال کرتے ہیں۔

چونکہ مدعی پہلے ہی ٹرائل کورٹ کے فیصلے اور ڈگری مطابق غور وفکر کا توازن جمع کر چکا ہے، اس لیے مدعا علیہ کے قانونی نمائندوں (یہاں مدعا علیہان) کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ آج سے تین ماہ کے اندر مدعی کے حق میں سیل ڈیڈ پر بیع نامہ کریں۔ اپیل کی اجازت ہے۔ مدعی مدعا علیہ/ جواب دہندگان سے اپنا معاوضہ وصول کرنے کا حقدار ہے۔

آر۔سی۔کے۔

اپیل منظور کی جاتی ہے۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.10.09 16:57
I am the author of this
document